Gohar e tehqeeq گوہر تحقیق
گورنمنٹ صادق کالج ویمن یونیورسٹی بہاول پور

Year 2025; Vol 04 (Issue 01)

P. 69-75 https://journals.gscwu.edu.pk/

نازیہ زریں

ریسرچ اسکالر پی ایچ ڈی، شعبہ اقبال اسٹڈیز، دی اسلامیہ یونی ورسٹی آف بہاول پور

ڈاکٹر محمد اصغر سیال

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اقبال اسٹڈیز، دی اسلامیہ یونی ورسٹی آف بہاول پور

Nazia Zareen
Research Scholar PhD, Department of Iqbal Studies, The Islamia University of Bahawalpur
Dr. Muhammad Asghar Sial
Assistant Professor, Department of Iqbal Studies, The Islamia University of Bahawalpur

اقبال کے نجی مکاتیب کا تجزیاتی مطالعہ

An analytical study of Iqbal's Letters

Abstract:

This article offers a critical study of the private letters of Allama Dr. Muhammad Iqbal, focusing on their intellectual, ethical, emotional, and artistic aspects. These letters, addressed to family members, close friends, contemporaries, and female acquaintances, go far beyond ordinary personal communication. They reveal the depth of Iqbal's philosophical reflections, his spiritual experiences, and his deep concern for the moral and political state of the Muslim world. The letters shed light on important themes such as selfhood (Khudi), character building, religious thought, and socio-political awareness. Through a careful selection and close reading of ten representative letters, supported by full references, the article analyzes Iqbal's stylistic richness, rhetorical elegance, and didactic purpose. The study highlights how his private correspondence mirrors the same intellectual force and emotional intensity found in his poetry and prose. It argues that these letters are not only a significant part of Iqbal's literary and philosophical legacy but also a vital contribution to Urdu prose. Moreover, they offer an intimate, humanized view of Iqbal, the thinker and reformer. The research concludes that Iqbal's letters hold enduring value

for scholars of Urdu literature, Muslim intellectual history, and those interested in the evolution of modern Islamic thought.

Keywords: Allama Muhammad Iqbal, Private letters, Khudi (Selfhood), Urdu prose, Muslim intellectual history

اقبال کے مکاتیب ادبی و فکری لحاظ سے اہلِ تحقیق کو ایک ایسا دریچہ فراہم کرتے ہیں جس کے ذریعے ہم ان کے دل و دماغ، فکری پیچیدگیوں، روحانی تجربات اور ذاتی احساسات تک رسائی حاصل کرتے ہیں۔ یہ مکاتیب اپنے دور کی تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتے ہیں۔ بلکہ اس زمانے کی تہذیبی و سیاسی، معاشرتی اور فکری رجحانات کی عکاسی کرتے ہیں۔ اقبال کے نجی مکاتیب اور دیگر احباب کو لکھے گئے خطوط منفرد ہیں۔ کیوں کہ ان میں اقبال کا اُسلوب، اگر شاعری میں منفرد ہے تو مکاتیب میں بھی مختلف انداز میں سامنے آتا ہے۔ آپ کی نصیحت کرنے اور احوال پوچھنے کا انداز جُدا ہے جس کی امثلہ ہمیں مکاتیب میں بخوبی مل جاتی ہیں۔ اقبال کا اسلوبِ تحریر پڑھنے کے بعد جو انہوں نے ان مکاتیب میں استعمال کیا اپنی انفرادیت کا بخوبی آئینہ دکھائی دیتا ہے۔ آپ کے لکھے گئے نجی مکاتیب کو مرتب کرنا اور ان پر تحقیقی رائے قائم کرنا آسان کام نہیں۔ مکاتیب کے اسلوب میں فرق ہو سکتا ہے مگر ان کی اہمیت مسلّم ہے۔ زبان کے ہر پہلو پر عبور ممکن نہیں۔ خاص کر اقبال کی فکر کو سمجھنے کے لیے ان کی تحاریر کو بار بار پڑھنا ضروری ہے۔ جس قدر مطالعہ وسیع ہو گا اسی قدر اقبال کی تحریر کی تفہیم آسان ہو گی۔ مکاتیب نویسی کا یہ کام بہت اہمیت کا حامل ہے۔ لیکن وقت کا تقاضا ہے کہ اس کام کا تحقیقی و لسانی جائزہ لیا جائے اور فکر اقبال کو اسی طرح پیش کیا جائے جس طرح وہ چاہتے تھے۔

علامہ محمد اقبال نے اپنی شاعری میں جن پہلوؤں پر علامتی انداز میں قلم فرسائی کی ہے ان سب کی شرح ہمیں ان مکاتیب میں بخوبی ملتی ہے۔ جاوید کو ایک خط میں لکھتے ہیں:

> "زندگی میں عمل ہی سب کچھ ہے اور یہ عمل اگر عشق کے تحت ہو تو زندگی عبادت بن جاتی ہے"۔(1)

یہ اقتباس اقبال کے اس نظریے کی عکاسی کرتا ہے کہ اسلام میں زندگی کا نصب العین صرف عبادت رسمی نہیں ہوتی بلکہ عمل مسلسل ہے۔

اقبال کے خاندانی رشتوں اور ان کے تربیتی پہلوؤں کا پتہ بھی ان مکاتیب سے چلتا ہے۔ علامہ اقبال نے جاوید اقبال کو متعدد مکاتیب لکھے جن میں نہ صرف ایک والد کی محبت جھلکتی ہے بلکہ ایک راہ نما کی بصیرت بھی نظر آتی ہے۔ ان مکاتیب میں وہ دنیاوی تعلیم ، دینی شعور، خودی کی پہچان اور کردار کی تعمیر و مرمت پر زور دیتے دکھائی دیئے ہیں۔ ایک اور جگہ جاوید اقبال کو لکھتے ہیں:

"جاوید خدا کے ساتھ تعلق رکھو، یہی تعلق تمہیں دنیا میں سرخرو کرے گا"۔(2)

بظاہر یہ ایک سادہ سا جملہ دکھائی دیتا ہے۔ مگر اس میں علامہ اقبال کی فکری زندگی کی اساس پوشیدہ ہے۔ اقبال اپنے مکاتیب میں روزمرہ کی باتیں ایسے حکیمانہ انداز میں کرتے نظر آتے ہیں کہ ان کا ایک ایک فکری نکتہ مکتوب الیہ کے دل و دماغ پر اثر انداز ہوتا دکھائی دیتا ہے۔ اگرچہ ان میں روزمرہ کی باتیں لکھی ہوتی ہیں مگر ان کا انداز تخاطب اذہان کو منور کرتا ہے۔ سب جانتے ہیں کہ اقبال کی شاعری پر ابھی تک اہل تحقیق قلم آرائی کر رہے ہیں اور رہتی دنیا تک کرتے رہیں گے اور ہر تحقیق میں تقریباً نیا پہلو سامنے آتا ہے۔ بالکل اسی طرح اقبال کے نجی مکاتیب کی تفہیم بھی آسان کام نہیں اس پر بھی تحقیق اور رائے کا اظہار کرنا سہل نہیں۔ اقبال جیسی منفرد اور جامع شخصیت کو سمجھنے کے لیے تحقیق اور غیر جانب دارانہ رائے ضروری ہے۔ اس وجہ سے آپ کے مکاتیب ہمیشہ اہمیت کے حامل رہے ہیں۔

اقبال کے مکاتیب کا ایک خاص پہلو ان کا مکالماتی انداز ہے۔ جہاں وہ مخاطب کو کسی مسئلے پر غور و فکر کی دعوت دیتے ہیں۔ مثلاً نواب سر ذوالفقار علی، سر عبد القادر اور دیگر اہل علم کو لکھے گئے مکاتیب میں وہ تصوف، فلسفہ اور مغربی تہذیب کا تجزیہ کرتے ہیں۔ مثلاً عطیہ فیضی کو لکھتے ہیں:

"تصوف کا مقصد دنیا سے کنارہ کشی نہیں بلکہ دنیا کو باطن سے منور کرنا ہے"۔(3)

اس سے واضح ہوتا ہے کہ اقبال کا تصوّف، روحانیت اور علمیت پر مبنی تھا نہ کہ ترک دنیا پر۔ اقبال مغربی تہذیب سے مرعوب نہیں تھے اس سے متاثر ضرور تھے۔ ان کے مکاتیب میں مغربی معاشرے کے فکری تضادات پر تنقید ملتی ہے۔ ایما ویگے ناسٹ کو ایک خط میں لکھتے ہیں:

"مغربی تہذیب نے روحانی سکون چھین لیا ہے۔ ہمیں اپنا راستہ خود بنانا ہو گا"۔(4)

اقبال مغربی تہذیب کو ناپسند کرتے تھے اور مسلّم امّہ کو اس سے دور رہنے اور اندھی تقلید سے منع کرتے رہے کہ یہ تباہی کا پیش خیمہ ثابت ہو گی۔اقبال نے خواتین کو جو مکاتیب لکھے ان میں عطیہ فیضی اور ایما ویگے ناسٹ سر فہرست ہیں۔اقبال کے نجی مکاتیب میں خواتین کو لکھے گئے مکاتیب کی تعداد زیادہ ہے۔دیگر خواتین کے نام بھی مکاتیب ملتے ہیں۔یہ مکاتیب ایک جدا جمالیاتی انداز فکر کو پیش کرتے ہیں۔ان میں تہذیبی شائستگی اور احترام نسوانیت دکھائی دیتا ہے۔عطیہ فیضی کو لکھتے ہیں:

"عشق وہ شعلہ ہے جو دل کو جلا کر خودی کو زندہ کرتا ہے"۔(5)

اقبال کی عطیہ فیضی سے خط کتابت میں نہ صرف ذاتی جذبات کا اظہار ملتا ہے بلکہ ایک علمی، تہذیبی اور فکری رشتہ بھی ہے۔اقبال ان مکاتیب میں نرمی، شائستگی اور زبان کی لطافت کے اعلیٰ معیار پر نظر آتے ہیں۔ان مکاتیب میں جمالیاتی اور روحانی حساسیت غالب نظر آتی ہے۔لکھتے ہیں:

"آپ کی خاموشی میرے لیے ایک گہرا پیغام رکھتی ہے۔جیسے فطرت کی خاموشی میں رب کا کلام پوشیدہ ہوتا ہے"۔(6)

علامہ اقبال کے مکاتیب میں مذہب سے لگاؤ جابجا نظر آتا ہے ان کی ساری عمر اسی کے پرچار میں بسر ہوئی ان کی شاعری میں اسلام سے محبت واضع نظر آتی ہے۔ تمام شاعری قرآن کی عملی تفسیر نظر آتی ہے کیونکہ انھوں نے مقاصدِ خاص کی ترسیل کے لیے شاعری کو بطور ذریعہ استعمال کیا ہے۔انسان جس کام میں اپنے دن رات بسر کرتا ہے تو اس کی ہر بات اسی عمل کی عکاسی کرتی ہے جیسے اقبال کے مکاتیب میں مذہبی رجحان واضح دکھائی دیتا ہے۔ان کے مکاتیب میں جابجا اسلامی عقائد، تصوف اور قرآن فہمی کی تلقین ملتی ہے۔جاوید اقبال کو لکھتے ہیں:

"قرآن کا پیغام صرف تلاوت کے لیے نہیں بلکہ تفکّر، تدبّر اور تجزیہ کے لیے ہے"۔(7)

اقبال نے معاشرے کے انحطاط، مغربی تقلید، تعلیمی پسماندگی اور اخلاقی بحران پر تنقیدی رائے دی۔وہ مکاتیب کے ذریعے معاشرتی شعور اُجاگر کرتے ہیں اور اصلاح کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ان کے مکاتیب آج بھی اصلاح معاشرہ کا ایک دستاویزی پیغام رکھتے ہیں۔اقبال اپنے ایک شاگرد کو لکھتے ہیں:

"ہم نے علم کو صرف نوکری کے لیے حاصل کیا، بصیرت کے لیے نہیں، یہی ہماری سب سے بڑی شکست ہے"۔(8)

یہ قول آج بھی ہمارے نظام تعلیم اور رویوں پر صادق آتا ہے۔ اقبال کے خطوط میں اخلاقی فلسفہ ایک مستقل اور مرکزی موضوع ہے۔ ان کے ہاں اخلاق کا تصور محض وعظ و نصیحت نہیں بلکہ ایک زندہ اور عملی اصول ہے جو زندگی کو معنی اور مقصد بخشتا ہے۔ وہ اپنے بیٹے، شاگردوں اور معاصرین کو دیانت، شجاعت، سچائی اور خودی جیسی اقدار اپنانے کی ترغیب دیتے ہیں۔ جاوید اقبال کو لکھتے ہیں:

"سچائی کی بنیاد وہی ڈال سکتا ہے جس نے خود کو جھوٹ سے پاک کر لیا ہو"۔(9)

یہ اخلاقی تعلیم نہ صرف ایک فرد کے لیے بلکہ قوموں کی تعمیر میں کلیدی حیثیت رکھتی ہے۔ اقبال نے جس طرح جاوید اقبال کو لکھے گئے خطوط میں تربیت کا جو انداز اپنایا وہ ایک منفرد تعلیمی ماڈل کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ خطوط علم و ادب، اخلاق و کردار، مذہب و فلسفہ اور دنیا و آخرت کے بیچ ایک توازن قائم کرتے ہیں۔ جاوید اقبال کو لکھتے ہیں:

"تمہاری تعلیم کا اصل مقصد یہ ہے کہ تم سوچنا سیکھو، رٹنا نہیں"۔(10)

یہ اقتباس اقبال کی فکر تعلیم میں تنقیدی شعور، تخلیقی رجحان اور فرد کی آزادی کو ظاہر کرتا ہے۔ ساتھ ہی دورِ حاضر میں تصورات کی وضاحت کی طرف اقبال کی دور اندیشی کا بھی بیّن ثبوت ہے۔ غور و فکر کی بدولت مسائل و مشکلات کا حل تلاش کیا جا سکتا ہے۔ یہ نصیحت دراصل تربیت کا بہترین لائحہ عمل ہے جو اقبال اپنی اولاد سے چاہتے تھے۔ اقبال کے مکاتیب نہ صرف فکری ذخیرہ ہیں بلکہ اردو نثر کی تاریخ میں ایک فصیح و بلیغ اسلوب کی مثال بھی ہیں۔ ان کے جملے سادہ مگر گہرے، مختصر مگر پُر معنی، اور نرم مگر فکری چمک دمک لیے ہوتے ہیں۔ وہ مکاتیب کو محض اطلاعاتی ذریعہ نہیں بلکہ ایک فکری و جمالیاتی اظہاریہ سمجھتے ہیں۔ سر عبد القادر کو لکھتے ہیں:

"زبان صرف اظہار کا وسیلہ نہیں، یہ فکر کو پروان چڑھانے کا ہنر بھی ہے"۔(11)

اقبال کی شخصیت کے کئی پہلو ان کی شاعری، خطبات اور سیاسی سرگرمیوں میں تو ملتے ہیں۔ لیکن ان کے مکاتیب میں وہ داخلی دُنیا، جو عام طور پر نظروں سے اوجھل رہتی ہے سامنے آتی ہے۔ ان میں اقبال کا رشک، دعا، فکری تڑپ، روحانی اضطراب اور سیاسی و تہذیبی افسوس سب کچھ ملتا ہے۔ عطیہ فیضی کو لکھتے ہیں:

"کبھی کبھی دل ایسا محسوس کرتا ہے جیسے پوری دنیا ایک خواب ہو اور میں ایک بیدار انسان ہوں جو جاگنے کی سزا کاٹ رہا ہے"۔(12)

یہ اقتباس اقبال کی باطنی کیفیات کا آئینہ ہے جو ان کے دوسرے تخلیقی ذرائع میں بہت کم سامنے آتا ہے۔ اقبال کے نجی مکاتیب اُردو ادب میں اسلامی فکر اور شخصی تربیت کا ایسا خزانہ ہیں جس کی معنویت آج بھی قائم ہے۔ ان مکاتیب میں علامہ کی شخصیت کا وہ پہلو سامنے آتے ہیں جو ان کی شاعری یا خطبات میں کبھی کبھار ہی نظر آتے ہیں۔

یہ مکاتیب صرف واقعاتی یا خبری تبادلہ نہیں بلکہ فکری، تہذیبی، روحانی اور اخلاقی دستاویزات ہیں۔ جنہیں اُردو ادب کا اثاثہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ علامہ اقبال کے نجی مکاتیب میں فکری گہرائی اور اخلاقی پختگی، جمالیاتی نرمی، تہذیبی ذوق، قومی و سیاسی بیداری، تعلیم و تربیت کا جامع تصور، ذاتی تجربات اور جذبات کا اعلیٰ اظہار ملتا ہے۔ علامہ اقبال نے اپنے خانوادے اور قریبی احباب سے کس انداز اور کن موضوعات پر قلمی گفتگو کی ہے۔ اس کا اندازہ مکاتیب کے علاوہ کسی اور صنف میں لگانا کافی مشکل ہو گا۔ علامہ اقبال کے خطوط میں زندگی بسر کرنے، رب سے تعلق قائم کرنے، تصوف کو اپنانے، مغربی تہذیب کی عدم اطمینانی، عشق کی قوت، قرآن میں تدبر، حصولِ تعلیم کا اصل مقصد، زبان افکار کی ترویج کا ذریعہ اور باشعور انسان کے لیے زندگی بہت مشکل ہو جاتی ہے، کا علم خطوط میں بخوبی اور آسانی سے مل جاتا ہے۔ شاعری اور خطبات میں اصطلاحات اور دیگر دقتوں کے برعکس خطوط کے ذریعے دل کی بات علامہ اقبال نے نہایت سہل انداز میں پیش کی ہے۔

حواشی وحوالہ جات:

1۔ محمد اقبال، "خطوط اقبال بنام جاوید"، مرتب: سید نذیر نیازی، (لاہور: اقبال اکادمی، پاکستان، 1980ء)، ص22۔

2۔ اقبال، محمد، "مکاتیب اقبال"، مرتب: عبدالمجید سالک، (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، 2005ء)، ص35۔

3۔ شیخ عطاء اللہ، "اقبال نامہ (حصہ اول ودوم)"، (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، 1977ء)، ص151۔

4. Iqbal, Muhammad. Letters and Writing of Iqbal. Karachi: Oxford University Press, 1990, 178.
5. Iqbal, Muhammad. Letters of Iqbal. Translated and edited by Syed Nazir Niazi. Lahore: Iqbal Academy Pakistan, 1938, 164.
6. Jalal, Ayesha. Self and Sovereignty: Individual and Community in South Asian Islam since 1850. London: Routledge, 2002, 167.
7. Ansari, M. Ikram. Iqbal's Mind and Art: A Critical Study of the Letters. Islamabad: National Book Foundation, 1990, 48.

8۔ محمد اقبال، مکاتیب اقبال، مرتب: عبدالمجید سالک، (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، 2005ء)، ص 174

9۔ محمد اقبال، خطوط اقبال بنام جاوید، مرتب: سید، نذیر نیازی، (لاہور: اقبال اکادمی، پاکستان، 1980ء)، ص59

10۔ محمد اقبال، خطوط اقبال بنام جاوید، مرتب، سید، نذیر نیازی، (لاہور: اقبال، اکادمی، پاکستان، 1980ء)، ص61

11۔ محمد اقبال، اقبال نامہ۔ مرتب شیخ عطاء اللہ، (علی گڑھ: مسلم یونی ورسٹی، س۔ن)، ص98

12۔ محمد اقبال، مکاتیب اقبال، مرتب: عبدالمجید سالک، (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، 2005ء)، ص169